ازعدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 17 اگست 1964

بالمکند

بنام

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ، دہلی ودوسرا

(رگھوبردیال، جے آر مدھولکر، اورایس ایم سیکری جسٹسز)

ڈیفنس آف انڈیا رولز، 1962- قاعدہ 30A– حراست --چھ ماہ کی میعاد ختم ہونے سے پہلے نظر ثانی- چاہے نظر بندی کے حکم سے شمار کیا جائے یا حراست کے حکم کی تصدیق سے۔

درخواست گزار جس کی نظر بندی کا حکم مدعا علیہ نے 25 فروری 1963 کو ڈیفنس آف انڈیا رولز کے قاعدہ 30(1)(b) کے تحت جاری کیا تھا،اس نے آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت حکم برائے حاضری شخص کی رٹ کے لئے ایک عرضی دائر کی تھی۔26 مارچ 1963 کو منتظم نے حراست کے حکم کی تصدیق کی۔ منتظم نے 25 ستمبر 1963 کو حکم نامے کا جائزہ لیا اور 11 مارچ 1962 کو ہر بار نظر بندی کے حکم کو جاری رکھنے کا فیصلہ کیا۔ درخواست گزار نے موقف اختیار کیا کہ نظر بندی کے حکم کی تاریخ سے چھ ماہ کی مدت ختم ہونے سے قبل منتظم کو نظر بندی کے حکم نامے پر نظر ثانی کرنی تھی جبکہ مدعا

علیہان کی دلیل یہ تھی کہ نظربندی کے حکم نامے پر نظرثانی کے مقصد کے لیے چھ ماہ کی مدت اس تاریخ سے شمار کی جانی چاہیے جس تاریخ کو منتظم نے حراست کے حکم کی توثیق کی تھی۔

حکم ہوا کہ: ریاستی حکومت یا منتظم کے ذریعہ بااختیار افسر کے ذریعہ کئے گئے حراستی حکم کا جائزہ پہلی بار حراست کے حکم کی تاریخ سے چھ ماہ سے زیادہ کے وقفے سے نہیں ہونا چاہئے اور نظربندی کو جاری رکھنے کے لئے جائزہ لینے والے حاکمِ مجاز کے ہر حکم کی تاریخ سے زیادہ نہیں ہونا چاہئے۔

بیرین دتہ بمقابلہ تریپورہ کے چیف کمشنر، (App. cr. نمبر 37-91، سال 1964 کا فیصلہ 23 جولائی، 1964) کا حوالہ دیا گیا ہے۔

اصل دائرہ اختیار: حکم برائے حاضری شخص پٹیشن نمبر 85، سال 1964

بنیادی حقوق کے نفاذ کے لئے آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت پٹیشن۔

درخواست گزار کی طرف سے باوا گرچرن سنگھ اور ہربنس سنگھ۔

مدعاعلیہ کی طرف سے ایڈیشنل سالیسٹر جنرل ایس وی گپتے اور آر این سچتھی شامل ہیں۔

عدالت کا فیصلہ جسٹس رگھوبر دیال نے سنایا۔

جسٹس رگھوبر دیال بالمکند عرف بالو نے آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت حکم برائے حاضری شخص کی رٹ جاری کرنے کے لئے یہ رٹ پٹیشن پیش کی ہے۔ انہیں دہلی کے ضلع مجسٹریٹ کی جانب سے 25 فروری 1963 کو

جاری کیے گئے حراستی حکم نامے کے تحت ڈیفنس آف انڈیا رولز 1962 کے قاعدہ 30(1)(b) کے تحت حراست میں لیا گیا ہے۔ منتظم کے ذریعہ ضلع مجسٹریٹ کو اس طرح کے احکامات جاری کرنے کا اختیار دیا گیا تھا۔ درخواست گزار کو 27 فروری 1963 کو گرفتار کیا گیا تھا۔ مجسٹریٹ کے حکم کی تصدیق مرکز کے زیر انتظام علاقہ دہلی کے منتظم نے 26 مارچ 1963 کو کی تھی۔

منتظم نے 25 ستمبر 1963 اور 11 مارچ 1964 کو حکم کا جائزہ لیا اور ہر بار فیصلہ کیا کہ نظر بندی کا حکم جاری رکھا جائے۔ نظر ثانی کے احکامات سے ہر بار درخواست گزار کو آگاہ کیا جاتا تھا۔

درخواست گزار کے لئے حراست کے حکم کی صداقت پر سوال نہیں اٹھایا جاتا ہے۔ مندرجہ بالا حقائق بھی متنازع نہیں ہیں۔ درخواست گزار کی جانب سے موقف اختیار کیا گیا ہے کہ 25 فروری 1963 کو نظر بندی کے حکم نامے کی تاریخ سے چھ ماہ کی مدت ختم ہونے سے قبل منتظم کو نظر ثانی کرنی تھی۔ مدعا علیہان کی طرف سے فاضل ایڈیشنل سالیسٹر جنرل کی جانب سے درخواست کی گئی ہے کہ حراست کے حکم پر نظر ثانی کے مقصد کے لئے چھ ماہ کی مدت اس تاریخ سے شمار کی جائے جس دن منتظم نے حراست کے حکم کی توثیق کی تھی یعنی 26 مارچ 1963 کو، نہ کہ نظر بندی کے حکم کی تاریخ سے۔ یہ بھی زور دیا جاتا ہے کہ تصدیق کے حکم کو ہی نظر ثانی کے پہلے حکم کے طور پر لیا جانا چاہئے کیونکہ اس طرح کا حکم قواعد کے قاعدہ 30A کی دفعات کے تحت دیا

جاتا ہے جو حراست کے احکامات پر نظر ثانی سے متعلق ہے۔ ہماری رائے ہے کہ درخواست گزار کے لئے دلیل درست ہے۔

قاعدہ 30A کے ذیلی قاعدہ (1) میں کہا گیا ہے کہ اس قاعدے میں 'حراستی حکم' سے مراد قاعدہ 30 کے ذیلی قاعدہ (1) کی شق (b) کے تحت دیا گیا حکم ہے۔ ذیلی قاعدہ (4) میں ان حکام کا ذکر کیا گیا ہے جنہیں ریاستی حکومت یا منتظم کے ذریعہ بااختیار افسر کے ذریعہ حراست کے حکم پر نظر ثانی کرنی ہوتی ہے۔ منتظم کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اس حکم پر نظر ثانی کرے جب اس کے ذریعہ بنائے گئے کسی افسر کو قاعدہ 30 (1) (b) کے تحت حراست کا حکم دینے کا اختیار حاصل ہو۔ ذیلی قاعدہ (5) یہ حکم دیتا ہے کہ ریاستی حکومت یا منتظم کی جانب سے حراست کا حکم دینے کا اختیار رکھنے والا افسر فوری طور پر نظر ثانی کرنے والے اتھارٹی یا منتظم کو حراست کا حکم دینے کی حقیقت سے آگاہ کرے گا۔ ذیلی قاعدہ 6 (a) میں بتایا گیا ہے کہ ذیلی قاعدہ (5) کے تحت تفصیل موصول ہونے پر جائزہ لینے والے اتھارٹی کو کیا کرنا ہے۔ ریاستی حکومت کے ذریعہ بااختیار افسر کے ذریعہ دیئے گئے حکم پر نظر ثانی کے لئے جائزہ لینے والی اتھارٹی نے معاملے کے تمام حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے ریاستی حکومت کو یہ سفارش کرنے کی ہدایت دی ہے کہ حراست کے حکم کی تصدیق کی جانی ہے یا منسوخ کی جانی ہے اور ریاستی حکومت کو سفارش موصول ہونے پر حکم کی تصدیق یا منسوخ کرنا ہوگا۔ رول 6 کے ذیلی قاعدہ (b) کے تحت

منتظم کو بھی حراست کے احکامات جاری کرنے کا اختیار رکھنے والے افسر کی جانب سے دیے گئے احکامات کے حوالے سے معاملے کے تمام حالات کو مد نظر رکھنا ہوتا ہے اور اس کے بعد یا تو حراست کے حکم کی تصدیق کرنی ہوتی ہے یا اسے منسوخ کرنا ہوتا ہے۔ ذیلی قواعد (7) اور (8) میں جائزہ لینے والے اتھارٹی یا منتظم کو ریاستی حکومت یا منتظم کے ذریعہ بااختیار افسروں کے ذریعہ بنائے گئے حراستی حکم پر بالترتیب 6 ماہ سے زیادہ کے وقفے سے نظر ثانی کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ جائزہ لینے والی اتھارٹی کو اپنی سفارشات حکومت کو بھیجنی ہوں گی جس کو یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ حراست کے حکم کو جاری رکھا جائے یا منسوخ کیا جائے۔ منتظم کو خود فیصلہ کرنا ہے کہ حراست کے حکم کو جاری رکھا جائے یا منسوخ کیا جائے۔ ذیلی قاعدہ (9) بالترتیب مرکزی اور ریاستی حکومتوں کی جانب سے جاری حراستی احکامات پر نظر ثانی سے متعلق ہے۔ اس طرح کے احکامات پر حکومت کی جانب سے 6 ماہ سے زیادہ کے وقفے سے نظر ثانی کی جائے گی۔

یہ دلیل کہ تصدیق کے حکم کو نظر ثانی کا حکم سمجھا جائے، اس بات پر مبنی ہے کہ ذیلی قاعدہ (2) میں کیا بیان کیا گیا ہے، جس میں ہدایت کی گئی ہے کہ حراست کے ہر حکم پر اس کے بعد کی دفعات کے مطابق نظر ثانی کی جائے گی۔ اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ نظر بندی کے احکامات پر نظر ثانی کے بارے میں دفعات ذیلی قاعدہ (2) دفعات میں شامل ہیں اور اس لئے حکم کی توثیق کے عمل کو حکم

پر نظر ثانی کے عمل کے مساوی سمجھا جانا چاہئے جیسا کہ قاعدہ 30A کی مختلف دفعات میں غور کیا گیا ہے۔ ہم اس کو تصدیق کے حکم کے بارے میں صحیح نقطہ نظر نہیں سمجھتے ہیں۔

قاعدہ 30 کا ذیلی قاعدہ (1) مرکزی حکومت یا ریاستی حکومت کو یہ اختیار دیتا ہے کہ وہ مخصوص حالات میں کسی شخص کو حراست میں رکھنے کی ہدایت دینے کا حکم دے۔ اس میں استعمال ہونے والے لفظ 'ریاستی حکومت' سے مراد مرکز کے زیر انتظام علاقے کے حوالے سے اس کا منتظم ہے۔ ریاستی حکومت اور منتظم افسروں کو اس طرح کے احکامات دینے کا اختیار دیتے ہیں۔ اس طرح انہیں تفویض کردہ اختیارات ایک طرح سے ریاستی حکومت اور منتظم کی نگرانی سے مشروط ہیں، اور ان حکام کی نگرانی کے لئے، ذیلی قواعد (5) اور (6) میں حراست کے حکم کی تصدیق کے لئے اختیار کردہ افسر کے ذریعہ اس کی تصدیق کے لئے عمل کرنے کا طریقہ کار فراہم کیا گیا ہے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایسے افسروں کے احکامات، اگرچہ ان کے بنائے جانے کے وقت سے ہی درست ہیں، لیکن ان کی تصدیق کرنے والے حکام کے ذریعہ ریاستی حکومت یا منتظم کی منظوری سے مشروط ہیں۔

ذیلی قاعدہ 6(a) ریاستی حکومت کی طرف سے بااختیار افسر کے ذریعہ کئے گئے حراستی حکم کی توثیق یا منسوخی کا اختیار ریاستی حکومت کو دیتا ہے نہ کہ قاعدہ 30A کے ذیلی قاعدہ (4) میں مذکور جائزہ لینے والی اتھارٹی کو۔ اس

سے ظاہر ہوتا ہے کہ تصدیق کا حکم دراصل نظر ثانی کا حکم نہیں ہے۔ جائزہ جائزہ لینے والی اتھارٹی کی طرف سے کیا جاتا ہے۔ تصدیق یا منسوخی کا حکم بنیادی طور پر اتھارٹی کی طرف سے جاری کیا جاتا ہے جو بنیادی طور پر قاعدہ 30 کے ذیلی قاعدہ (1) میں حراست کا حکم دینے کا اختیار رکھتا ہے۔

دیگر: سیکشن 9 کی ذیلی دفعہ (3)(b) کے لئے مؤخر الذکر معاملے میں گزٹ میں شائع کرنے اور قانون ساز اسمبلی میں پیش کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔"

اس اقتباس کی بنیاد پر یہ زور دیا گیا کہ ریزرو بینک کے 8 نومبر 1962 کے نوٹیفکیشن کو نافذ نہیں سمجھا جا سکتا، کم از کم 28 نومبر 1962 کو تو نہیں جب مدعاعلیہ بمبئی پہنچا تھا اور اس کے نتیجے میں اسے دفعہ 8(1) کی خلاف ورزی کا قصوروار نہیں ٹھہرایا جا سکتا تھا۔ ہماری رائے میں اس دلیل کو قبول نہیں کیا جا سکتا۔ سب سے پہلے، پریوی کونسل کے ذریعہ نمٹائے جانے والے وزیر کے حکم کو کبھی "شائع" نہیں کیا گیا تھا کیونکہ یہ تسلیم کیا گیا تھا کہ یہ صرف امیگریشن افسر کو منتقل کیا گیا تھا جس نے اسے اپنے پاس رکھا تھا۔ لیکن اس معاملے میں ریزرو بینک کی جانب سے استثنیٰ کے دائرہ کار کو تبدیل کرتے ہوئے جاری کردہ نوٹیفکیشن کو سرکاری گزٹ میں ہندوستان میں اشاعت کے معمول کے طریقے کے طور پر "شائع" کیا گیا تھا، اور اسے مدعاعلیہ کے بمبئی پہنچنے سے بہت پہلے شائع کیا گیا تھا۔ لہٰذا سوال یہ نہیں ہے کہ یہ شائع ہوئی تھی یا نہیں، کیونکہ حقیقت میں یہ شائع ہوئی تھی، بلکہ سوال یہ ہے کہ کیا یہ

ضروری ہے کہ اس اشاعت کو ملزم کے علم میں لایا گیا ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ وزیر کے حکم کی خلاف ورزی تھی جسے امیگریشن آرڈیننس کی دفعہ 6 (2) کے تحت مجرمانہ قرار دیا گیا تھا۔ یہاں یہ موقف نہیں ہے، کیوں کہ اس قانون کی دفعہ 23 (1-اے) کے ذریعہ غور کی جانے والی خلاف ورزی، موجودہ تناظر میں، ایکٹ کی دفعہ 8 (1) کے تحت جاری کردہ اور 25 نومبر، 1948 کو سرکاری گزٹ میں شائع ہونے والے مرکزی حکومت کے حکم کی خلاف ورزی ہے اور یہ حکم اس تمام مدت کے دوران نافذ تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ 8 نومبر تک کی مدت کے لئے مسافروں کے ذریعے سونا لانا خلاف ورزی نہیں ہوگی کیونکہ ریزرو بینک کی اجازت سے مرکزی حکومت کے نوٹیفکیشن کے نفاذ سے اس طرح کے سونے کو لانے سے استثنیٰ حاصل ہے۔ یہ واقعی ریزرو بینک کے ذریعہ اس استثنیٰ کو واپس لینے کا نتیجہ تھا جس نے مدعاعلیہ کے عمل کو مجرم بنادیا۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ استثنیٰ کو واپس لینے کے درمیان فرق ہو جو کسی کام کو مجرم ہونے سے بچاتا ہے اور ایک ایسا حکم پاس کرنا جس کی خلاف ورزی جرم ہے۔ آخر میں، سنگاپور معاملے میں وزیر نے جو حکم دیا تھا، وہ ایک فرد کے حوالے سے تھا، نہ کہ ایک عام حکم کے بارے میں، جبکہ ہمارے سامنے جو کچھ ہے وہ ایک عام اصول ہے جو ہندوستان سے گزرنے والے ہر شخص پر لاگو ہوتا ہے۔ پہلی صورت میں یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ کسی شخص کو جس حکم پر عمل کرنے کی ہدایت کی گئی ہے اس سے آشنا کرنے

کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ وہ اس کی خدمت کرے، یا اس طرح شائع کرے کہ وہ یقینی طور پر اس کے بارے میں جانتا ہو، لیکن عوام کے ہر فرد پر ایک عام نوٹیفکیشن کی انفرادی خدمت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوگا، اور ماتحت قانون کیس کے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے، بشمول اس قیدی کی سرگرمیوں کی نوعیت کو مد نظر رکھتے ہوئے، جس پر حکم قائم کیا گیا ہے، حکم کی تشکیل کے تقریباً چھ ماہ بعد تک حکم کی تصدیق یا منسوخی کے مقصد کو ختم کرنا اور اس طرح احکامات کی توثیق کی دفعات کے پیچھے کے مقصد کو ختم کرنا۔

اس طرح کے احکامات کی تصدیق یا منسوخی کا اختیار رکھنے والی اتھارٹی حکم کی تشکیل کے مناسب وقت کے اندر اس کے ذریعہ بااختیار افسر کے ذریعہ بنائے گئے حکم کے جواز پر غور کرنے میں ناکام رہے گی، ایک ایسا حکم جو کسی شہری کے ذاتی آزادی کے حوالے سے بنیادی حق کو متاثر کرتا ہے۔

یہ بھی زور دیا گیا ہے کہ ذیلی قواعد (7) اور (8) میں ریاستی حکومت یا منتظم کے ذریعہ بااختیار افسر کے ذریعہ بنائے گئے ہر حراستی حکم پر نظر ثانی کی بات کی گئی ہے اور اس کی تصدیق کی گئی ہے اور اس لئے ان ذیلی قواعد میں ان وقفوں کا حوالہ دیتے ہوئے مزید اظہار کیا جانا چاہئے جس کے بعد نظر ثانی کرنے والی اتھارٹی کو نظر ثانی کرنے کی تاریخ سے لیا جانا چاہئے نہ کہ حراست کے حکم کی تاریخ سے۔ ہم متفق نہیں ہیں. نظر ثانی کے حکم نامے کے حوالے سے اظہار اور تصدیق شدہ اظہار کا استعمال صرف اس حکم کی وضاحت ہے جس پر نظر ثانی

کی جاتی ہے اور اس کا حراست کے حکم پر نظر ثانی کے وقفے کے بارے میں مزید شق سے کوئی لینادینا نہیں ہے۔ کسی ایسے حکم پر نظر ثانی کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جس کی تصدیق نہ ہو؛ اس صورت میں، مناسب اتھارٹی کا حکم یہ ہوگا کہ حراست کے حکم کو منسوخ کیا جائے۔ یہ صرف ان معاملات میں ہے جہاں حراست کے حکم کی اس اتھارٹی کی طرف سے تصدیق کی جاتی ہے کہ چھ ماہ سے زیادہ کے وقفے سے بعد میں نظر ثانی کا سوال پیدا ہوتا ہے:

نظر ثانی حراست کے حکم کا ہے اور اس لئے ذیلی قواعد (7) اور (8) میں بیان کردہ وقفہ حراستی حکم کی تشکیل اور اس کے نظر ثانی کے درمیان کے وقفے سے متعلق ہونا چاہئے۔ غور طلب ہے کہ ذیلی قواعد (7)، (8) اور (9) کی دفعات چھ ماہ سے زیادہ کے وقفے سے حراست کے احکامات پر نظر ثانی کا اہتمام کرتی ہیں۔ مرکزی یا ریاستی حکومت کو اپنے ذریعہ بنائے گئے کسی حکم کی تصدیق نہیں کرنی ہوگی۔ لہٰذا ذیلی قاعدہ (9) میں اس لفظ اور تصدیق کا استعمال نہیں کیا گیا ہے جو ذیلی قاعدہ (7) اور (8) میں حراست کے حکم کے سلسلے میں استعمال ہوتا ہے۔ ذیلی قاعدہ کی دفعات (9) لہذا مرکزی یا ریاستی حکومت کو حکم دیں کہ وہ چھ ماہ سے زیادہ کے وقفے سے حراست کے حکم پر نظر ثانی کریں۔ وقفہ لازمی طور پر حراست کے حکم کی تاریخ سے شروع ہونا چاہئے۔ لہٰذا حراستی حکم نامے پر نظر ثانی کے لیے 'چھ ماہ سے زیادہ نہیں' کے اس مشترکہ وقفے کو ہر صورت میں حراستی حکم کی تشکیل اور پہلے جائزے کے

دوران وقفے اوراس کے بعد لگاتار جائزے کی تاریخوں کے درمیان کے وقفے کے طور پر لیا جانا چاہیے۔

واضح رہے کہ ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ یا اس میں بنائے گئے قواعد میں ایسی کوئی شق نہیں ہے جس کے تحت حراست کی مدت کا تعین کرنے کے لئے حراست کے حکم کا اہتمام کیا گیا ہو۔ لہذا حراست کے حکم کو پہلی بار چھ ماہ کی مدت کے لئے نہیں سمجھا جانا چاہئے۔ جب ایک جائزہ لینے والا ادارہ حراستی حکم نامے کا جائزہ لیتا ہے تو وہ حکم دیتا ہے کہ حراست کو جاری رکھا جائے اور چونکہ اصل حراست ختم ہونے کی کوئی مخصوص تاریخ نہیں ہے ، لہذا جائزہ لینے والی اتھارٹی کا حکم اس کی طرف سے حراست میں رکھے گئے حکم کی تاریخ سے مزید حراست کا جواز فراہم کرتا ہے۔ لہذا نظر بندی کے حکم کو جاری رکھنے کے لئے نظر ثانی کے مزید احکامات کی تاریخ سے نافذ العمل ہوں گے نہ کہ نظر بندی کے حکم کی تاریخ سے چھٹے مہینے کی مدت ختم ہونے کے بعد یا اس کے بعد کے کسی نظر ثانی کے حکم سے۔

لہٰذا ہم یہ مانتے ہیں کہ ریاستی حکومت یا منتظم کی جانب سے بااختیار افسر کی جانب سے دیے گئے حراستی حکم پر نظر ثانی پہلی بار حراست کے حکم کی تاریخ سے چھ ماہ سے زیادہ کے وقفے سے نہیں ہونی چاہیے اور نظر بندی کو جاری رکھنے کے لیے جائزہ لینے والے اتھارٹی کے ہر حکم کی تاریخ سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔

اب بیرین دتہ بمقابلہ تریپورہ کے چیف کمشنر کے معاملے میں درج ذیل مشاہدات کا حوالہ دیا جاسکتا ہے، جہاں اس عدالت کو اس بات پر غور کرنا تھا کہ آیا ضابطہ قاعدہ 30A کی دفعات کے مطابق حراست کے ایک مخصوص حکم پر نظر ثانی کی گئی ہے:

"اس بات پر زور دینا ضروری ہے کہ قاعدہ 30A(8) کے تحت درج کیا گیا فیصلہ ایک آزادانہ فیصلے کی نوعیت کا ہے جو قیدی کو چھ ماہ کی مدت کے لیے مزید حراست میں رکھنے کا اختیار دیتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں، حراست کا ابتدائی حکم چھ ماہ کے لئے درست ہے اور اس کے بعد قیدی کی حراست کو صرف اسی صورت میں جائز ٹھہرایا جا سکتا ہے جب قاعدہ 30A(8) کے تحت کوئی فیصلہ ریکارڈ کیا جائے۔"

یہ مشاہدات واضح طور پر اشارہ کرتے ہیں کہ قاعدہ 30A(8) کے تحت نظر ثانی کا حکم حراست کے ابتدائی حکم کی تاریخ سے چھ ماہ کے اندر ہونا چاہئے جو چھ ماہ کے بعد درست نہیں ہوگا اگر قاعدہ 30A(8) کے مطابق مسلسل حراست کا کوئی حکم نہیں دیا جاتا ہے۔

لہٰذا ہم یہ مانتے ہیں کہ 25 فروری 1963 کو دہلی کے ضلع مجسٹریٹ کے ذریعے دیے گئے حراستی حکم کے تحت درخواست گزار کی حراست اس تاریخ سے چھ ماہ کی مدت ختم ہونے کے بعد غیر قانونی ہوگئی تھی کیونکہ منتظم نے اس مدت کے اندر اس کا جائزہ نہیں لیا تھا جیسا کہ قاعدہ 30A کے ذیلی قاعدہ

(8) کے تحت ضروری ہے۔ اس کے مطابق، درخواست گزار کو فوری طور پر
آزاد کرنے کی ہدایت کریں.

درخواست منظور کرلی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.03.29 15.58
I attest to the accuracy and
integrity of this document